پر
ایک نظر
حسبِ فرمائش
مصنف جناب سید حسین صاحب رضوی میرٹھی
مفید عام پریس باٹا نالہ لکھنؤ میں
باہتمام محمد علی طبع ہوئی

حیات دبیر پر ایک نظر

یں مجھے ایک ضرورت سے برادر محترم سید محمد کرار حسین صاحب کے ہاں کھجوہ رہنا پڑنے کا
ق ہوا جہاں "حیات دبیر" مؤلفہ سید افضل حسین صاحب ثابت رضوی لکھنوی دیکھی - چونکہ شعرو
ن کی طرف میرا خاندانی شوق ہے اسلئے میں نے کتاب مذکور کو چونکہ وہ ایک شاعر کی سوانح عمری
ذرا دلچسپی کے ساتھ دیکھنا شروع کیا۔ لیکن میرا قیام کھجوہ میں بہت قلیل عرصہ کے
ھا اسلئے برادر موصوف نے یہ فرمایا کہ "کتاب مذکور کو اپنی قیامگاہ لکھنؤ لیے جاؤ اور بعد
نے کے واپس کر دینا"۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اگرچہ بالاستیعاب کل کتاب میں نے نہیں دیکھی
بلکہ اسقدر مختلف مقامات سے دیکھا ہے کہ مجھ میں اسپر رائے قائم کرنے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے
تاہم یہ عرض ہے کہ اگر کل نہ دیکھنے کی وجہ سے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اسکو ناظرین معاف فرماوینگے۔

اس کتاب کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ فی الحقیقت یہ میر انیس مرحوم او
ازنہ ہے اور مؤلف کی یہ کوشش ہے کہ میرزا دبیر میر انیس سے افضل قرار پاویں جو
مہا کے حصول کے لئے۔ حیات انیس یا واقعات انیس اور موازنہ انیس و دبیر
نیس کی افضلیت ثابت ہوتی ہے جو اعتراضات کئے گئے ہیں۔ اور غالباً ا
ات دبیر کے صفحہ ۲۸۹ اور ۲۹۰ پر یہ حکایت درج کی گئی ہے کہ میر انیس مرحوم ا
تی صاحب سے اصلاح لیتے تھے - میر صاحب نے اول یہ مصرع یوں فرمایا تھا -
ور امام کریم النفس ہوے - مفتی صاحب نے فرمایا ع جب حملہ ور امام مسیحا نفس
ثابت ہے ضرور میر انیس کے کمال کی کسی قدر سبکی ہوتی ہے ورنہ نہ اسکے اندراج کی جگہ
ضرورت تھی اور نہ یہ حکایت سمجھ میں آنے کے قابل و ذکر تھی۔ اندراج حیات دبیر
پر ضرورتی ہوا کہ سوانح عمری مرزا صاحب سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور [illegible]
جہ سے ہے کہ میری نظر سے میر صاحب کے کلام میں کہیں ایسی غلطی نہیں گذری

بیان غلطیان وہ بلا محسوس کیا کرتے تو اور جگہ بھی انکے کلام مین پائی جاتی ہین ۔ لہذا جس قدر حصے [illegible]
[illegible] حضرت ثابت نے لکھا ہی مین بھی اُسی نظر سے دیکھتا ہون مگر ظاہرا حیات دبیر کا نام سے موسوم
[illegible] سوانح عمری کے طور پر لکھی گئی ہے اسلئے صاف طور سے اس امر کا اظہار کیون نہین کیا گیا ہو کہ
[illegible] مرزا صاحب کی نسبت کیا رہے ہی بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوشش کی گئی ہی کہ یہ ظاہر ہو کہ
[illegible] انیس اور میرزا دبیر مین سے کسکے طرفدار ہین مگر بالواسطہ وہ میرزا صاحب کے شاگرد ہین اسلئے
[illegible] کی طرف میل کرنا ضروری بات ہو اور انسان کے دل مین جو بات ہوتی ہو وہ کسی نہ کسی حرکت سے
[illegible] پائی جاتی ہی چنانچہ انکی تحریر سے ایک ناگوار بوے طرفداری میرزا صاحب مرحوم آتی ہو اور اسی طرفداری
اسوجہ سے وہ صحیح نتیجہ پر نہین آسکے ۔

[illegible] مین ذرا سا بھی شک نہین ہی کہ میرزا دبیر مرحوم انسان کے لباس مین فرشتہ تھے محمد اور آل محمد
کے سچے اور پورے پیرو تھے جہانتک مجھے علم ہے اُن کے معاصرین مین کوئی اس مرتبہ کا بزرگ نہ تھا
[illegible] مین تو وصف تھے بلکہ ملکوتی صفات سے انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب [illegible]
[illegible] وہ اسکے مرزا صاحب مرحوم نہایت ذکی اور ذہین تھے انکے کلام مین مختلف مضمونون کا ہونا
[illegible] ذکاوت اور ذہانت کا کافی ثبوت ہی لیکن ذہانت اور ذکاوت کیلئے شاعری لازمی نہین ہی [illegible]
لیکن شاعری کے لئے ذہانت اور طباعی کا ہونا ضروری ہی یہ اکثر دیکھا گیا ہو کہ ایک شخص [illegible]
ذہین ہی لیکن وہ زمرہ شعرا مین داخل نہین ہے ۔ اسکی بہت سی مثالین موجود ہین
علما و حکما ایسے گذرے ہین کہ جنکی ذہانت مسلمہ تھی لیکن شعرا مین انکا شمار نہ تھا انمین سے
[illegible] کی نسبت ایک شعر کا وجود بھی ثابت نہین ہی مولوی ذکاء اللہ مرحوم کی نسبت یہ امر مشہور ہے
کہ شعر صحیح پڑھ بھی نہین سکتے تھے حالانکہ متعدد کتب کے مصنف تھے اور ذہانت کے خاص [illegible]
ریاضی مین نہایت عمدہ مذاق رکھتے تھے پس ثابت ہے کہ یہ ضروری نہین ہی کہ جو شخص [illegible]
وہ شاعر بھی ہو لیکن شاعر کے لئے ذہانت اور طباعی ضروری ہی میرے علم مین اس وقت تک
کوئی ایسی مثال نہین آئی کہ جہان شاعر کو ان اوصاف سے [illegible] میرزا دبیر مرحوم کا ذکاوت اور ذہانت مین
پس ہی عمدہ پایہ بلند تھا لیکن بلحاظ شاعری جناب باری عز اسمہ نے میر انیس کو میرزا دبیر پر زیادہ عطا کیا [illegible]
یہ دونون صاحب ہمعصر تھے اور ایک دوسرے کے شاگردون کی وجہ سے انکے دو فر[illegible]

نہین ہے۔ مجھے بھی یہ نقص مرزا صاحب کے کلام مین محسوس ہوا ہے ذیل مین ایسا مو
کلام مرحوم کا جس پر یہ اعتراض عائد ہوتا ہے درج کرتا ہون۔

اسی حیات دبیر مین صفحہ ۱۳۷ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب چہرہ بہت شاندار کہنے
اور مطلع ہر مرثیہ کا نہایت چبھتا ہوا ہوتا ہے اکثر لوگون کا اور بالخصوص مولوی احمد حسن
صاحب فن قانی مرحوم کا یہ اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب سے بڑھکر مطلع مرثیہ کسی شاعر سے
نہین ہوتا ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ میری ذیل کی تحریر سے ان صاحبان کی تردید ہوتی
ہے۔ یہ اعتراض مین نے مطلع ہی مین دکھاونگا اور مطلع بھی اُس مرثیہ کا لیتا ہون جو
بقول حضرت ثابت (حیات دبیر صفحہ ۷۰ ملاحظہ ہو) مرزا صاحب بہت پسند فرماتے تھے
اور ایک سید صاحب کو اُس وقت دیا تھا جب انکو یہ علم ہو گیا تھا کہ سید صاحب کو اُسکے
معاوضہ مین پانسو روپے ملین گے وہ مطلع یہ ہے۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے | رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے | ہر قصر سلاطین زمن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے ہین سمیٹے ہوے پر کو

ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ مصرعہ ثانی مین چرخ کا کانپنا دکھایا گیا ہے جسکا نظم و نسق جناب
باری کے اختیار مین ہے اسکے بعد مصرعہ ثالث مین رستم کے بدن کا زیر کفن کانپنا بیان کیا
ہے جو فی الحقیقت محض تو دہ خاک تھا۔ مرزا صاحب مرحوم خود فرماتے ہین مصرعہ
جو مر گئے مٹی ہین جو زندہ ہین مرینگے۔

اسکے بعد بندہ کا دنیا کا مکان جو محض بے جان چیز اور انسان کی مصنوعات سے ہے
جس مین نہ کوئی نشان شجاعت ہے نہ چرخ کے مقابل مین بزرگی۔ مصرعہ ثالث پر ایک اور
اعتراض عائد ہوتا ہے یعنے ناممکن الوقوع واقعہ کا واقع ہونا بیان کیا گیا ہے۔ کانپنا
کے یہ معنی ہین کہ اُس وقت جب حضرت عباس علیہ السلام رن کو تشریف لیے جاتے
تھے رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا تھا۔ حالانکہ اسوقت تک اسکے بدن کا زیر کفن رہنا ناممکن ہے

[illegible] ۔ اب ملاحظہ ہو کہ فطری شاعر کیسی خوش اسلوبی
سے اعتراضات سے اپنے آپکو بچاتے ہیں۔ سید بیان میرٹھی کو ایک مرثیہ ایک
[illegible] جنت کو روضۂ آن حضرت کی نقل قرار دینا تھا لیکن جنت کا وجود روضہ
سے پہلے ہے اور یہ ناممکن ہے کہ نقل اصل سے پہلے ہو سخت اعتراض عائد ہوتا تھا
اسلئے اس طرح فرمایا۔

[illegible] علم الٰہی میں تھا روضہ کا نقشا۔ نقل اسکی ہے جنت ۔

اب کوئی اعتراض عائد نہیں ہوتا کیونکہ واقعہ بالکل حدود امکان کے اندر ہے۔
[illegible] ایک امر میں ضرور حیرانی ہے کہ مرزا صاحب مرحوم نے اپنے کلام کے نقائص کو رفع
[illegible] کی کیوں خیال نہیں فرمایا حالانکہ اکثر ایسے ہیں جو ناقص کلام دیکھتے ہی محسوس
[illegible] اور بہت آسانی سے رفع ہو سکتے ہیں۔ مرزا دبیر مرحوم اسمیں شک نہیں
[illegible] مرثیہ گوئی میں نہایت باکمال تھے میر انیس کے بعد انہیں کا درجہ ہے اور سوائے
ان دونوں صاحبوں کے کسی تیسرے نے مرثیہ گوئی میں یہ رتبہ حاصل نہیں کیا ہے۔ یہ بند بھی
[illegible] تغیر و تبدل سے میرے نزدیک اعتراض عدم سلسلہ ترقی مضامین سے پاک
ہو سکتا ہے اگر اس طرح کہا جائے۔

[illegible] کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے — ہر قصر سلاطین زمن کانپ رہا ہے
[illegible] بدن زیر کفن کانپ رہا ہے — سب ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو

اب میں اور شاعر کے مرثیہ کا مطلع ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جسکو ہر انصاف پسند تسلیم کریگا کہ
[illegible] مطلع سے بڑھکر ہے۔ اور ایسے شاعر کا جسکو لوگ عام شاعر جانتے ہوں۔ وہ مطلع یہ ہے

[illegible] کی آمد ہے کہ شہر کانپ رہا ہے — شیروں کا نہنگوں کا جگر کانپ رہا ہے
[illegible] میں تزلزل ہے قمر کانپ رہا ہے — خورشید کو لرزہ ہے قمر کانپ رہا ہے
کہتے ہیں ملک گر نہ پڑے چرخ بریں آج

...یہ بلند ہوگا اُسی قدر اسکی نقل یا جواب دشوار ہونگے - یہان مین ایک واقعہ عرض کرون گا
جس سے میر صاحب مرحوم کے کلام کی تائید ہوتی ہے مجھسے ایک مرتبہ برادر مرحوم جن پر واقعی
...ہور سے الفاظ "خدائے سخن" کے صادق آتے ہین یہ فرماتے تھے کہ مجکو مرزا دبیر کے طرز پر مرثیہ کہنے
...مطلق دقت نہین ہوئی البتہ میر انیس کا طرز برتنے مین ضرور دشواری ہوئی - مرزا دبیر کے
...ز پر جو برادر مرحوم کا مرثیہ ہے وہ وہی ہے جسکا مطلع (کس شیر کی آمد ہے الخ) مین سنے
...پر عرض کیا ہے اور مرزا دبیر کا بھی وہ مطلع لکھدیا ہے جسکے جواب مین وہ لکھا گیا ہے - ناظرین
...نون مطلع دیکھکر خود یہ اندازہ کرسکتے ہین کہ برادر مرحوم کو مرزا صاحب کے طرز مین کس قدر
...میابی ہوئی ہے - میر انیس کے طرز پر جو برادر مرحوم نے مرثیہ لکھا ہے اُسکا بھی مطلع اور ایک دو
...جو مجھے اس وقت یاد ہین لکھتا ہون تاکہ ناظرین یہ اندازہ کرسکین کہ مرزا دبیر کے طرز مین برادر
...حوم کو کیسی کامیابی ہوئی اور میر انیس کے طرز مین کیسی - وہو ہذا

...ورشید آسمانِ شرف ہے سخن مرا — دریائے فیض کانِ شرف ہے سخن مرا
...رخ خدائگانِ شرف ہے سخن مرا — شاہنشہ جہانِ شرف ہے سخن مرا
اس زور شور سے کوئی لشکر بڑھا نہین
اس اوج موج سے کوئی دریا چڑھا نہین

...ل کیا عدو کو ستم ہے زبان مری — گویا زبان تیغ دودم ہے زبان مری
...علی کی طرح علم ہے زبان مری — سیفِ خدا خدا کی قسم ہے زبان مری
فقرے پکارتے ہین کہ مضمون نگار ہون
مدحت طراز بادشہ ذوالفقار ہون

...سخت افسوس ہے کہ مین یہان دہلی مین بغرض علاج مقیم ہون - میرے ساتھ کوئی کتاب
...یادداشت نہین ہے اسلئے مین اس مضمون کو ایسے مکمل طور پر نہین لکھ سکا جیسا مین چاہتا
...تھا - جو کچھ لکھا ہے وہ محض یاد سے لکھا ہے - مین یہ بھی نہ معلوم کرسکا کہ برادر مرحوم نے
...نیس کا کونسا مرثیہ اُنکے طرز پر لکھنے کے لیے لیا تھا -

حضرت ثابت نے اس حیات دبیر مین جناب مرزا صاحب مرحوم کو بہترین شاعر قرار دیا

نادر فی شاعر" اور اُردو کے خدائے سخن" کے خطابات عطا فرمائے ہیں۔ مگر مجکو افسوس ہو کہ اُنکے
اس دعوی کی تائید اُنکی ہی مؤلفہ کتاب حیات دبیر سے نہین ہوتی ہے۔ اس سے کسیکو انکار نہیں
ہوسکتا کہ حیات دبیر مین جو مرزا صاحب کا کلام لیا گیا ہے وہ منتخب کلام ہے یعنے بہترین کلام
اور مجھے اسی کتاب کے اثنائے مطالعہ مین اکثر جگہہ ایسا کلام ملا ہے جو میرے نزدیک قابل
اعتراض ہے۔ جب بہترین کلام کی یہ حالت ہے تو بقیہ کلام کیسا ہوگا۔ بیسیوں مثالین اعتراض
کی اسی کتاب کے مندرجہ کلام سے ہدیۂ ناظرین ہو سکتی ہین طوالت کے خوف سے چند پیش کرتا ہون

حیات دبیر صفحہ ۲۴۷۔

درویدان مرے نانا نے تجھے نذر دیا | لے گئین نذر کو داغ غم احمد زہرا
سرخرو ہو نہ سے دربار مین بابا میرا | دل کے ٹکڑے مرے بھائی نے کئے تجھپہ فدا

آج شبیر بھی ان سب کے مقابل ہوجائے
سہرا اگر تری سرکار کے قابل ہوجائے

اس بند پر بھی دو اعتراض عائد ہوتے ہین ایک یہ کہ اس بند مین اُن مصائب کا ذکر ہے جو
اعدائے دین کے ہاتھون سے ان بزرگوارون کو پہونچے تھے لیکن جناب سیدہ کی مصیبت
جو بیان کی گئی ہے وہ امر خداوندی ہے اُسکا شمول اس موقع پر مناسب نہین معلوم ہوتا
بہتر ہوتا اگر جناب سیدہ کے درد پہلو یا شہادت حضرت محسن کا ذکر ہوتا مثلاً اسطرح ہوسکتا تھا
مصرعہ لے گئین نذر کو داغ غم محسن زہرا۔ یا ع درد پہلو کا تری راہ مین زہرا
نے سہا۔ یا ع نیل بازو پہ تری راہ مین زہرا کے پڑا۔ دوسرے یہ کہ اس بند کی
ٹیپ کے مصرعہ اولی مین لفظ "مقابل" کا استعمال خلاف تہذیب ہے کوئی شخص اگر اُسمین
ذرا بھی تہذیب ہو ایسا کہنا کہ مین اپنے آباؤ اجداد کے مقابل ہوجاؤن کبھی جائز نہ رکھیگا چہ جائیکہ امام
جو نمونہ تہذیب ہو اور معصوم ہو اور جبکہ اُسکے آباؤ اجداد مین نبی آخر الزمان بھی شامل ہون جنکا
مقابل کسیکو کرنا جناب باری ہی کا مقصود نہو تو گویا خواہش امام علیہ السلام خلاف مشیت
ایزدی ہوئی معاذ اللہ۔ تہذیب اسکی مقتضی ہے کہ یہ مضمون اس طرح ادا کیا جاتا کہ اگر سہرا
بھی تیری سرکار کے قابل ہوجائے تو مین اپنے بزرگون کے شامل ہوجاؤن [illegible]

طرح سے ادا ہو سکتا تھا کہ تہذیب کے باہر نہ ہو۔ مثلاً۔ آج شبیر کو بھی رتبہ یہ حاصل ہو جائے۔

۔ آج شبیر بھی اس زمرہ میں داخل ہو جائے۔ یا۔ آج شبیر بھی اس فخر میں شامل ہو جائے۔

ان مصرعوں سے ہرگز یہ غرض نہیں ہے کہ میرزا صاحب مرحوم کے کلام سے بہتر ہیں
اپنے آپ کو کسی لحاظ سے بھی مرزا صاحب کی خاک پا کے برابر نہیں سمجھتا ہوں صرف یہ
دکھلایا گیا ہے کہ یہ مضمون دوسری طرح بھی نہایت آسانی سے ادا ہو سکتا ہے اور جب میں نے
کسی امر کو نہایت سرسری طور سے ممکن کر کے دکھا دیا ہے تو میرزا صاحب کو تو کوئی دقت ہو ہی نہیں سکتی تھی
اسی قسم کا اعتراض اور ملاحظہ ہو۔ حیات دبیر صفحہ ۲۱۰۔ جناب سیدہ آن حضرت کی قبر مطہر
پر جا کر فرماتی ہیں ؎

بابا بتول آئی ہے تسلیم کے لئے　　اُٹھئے نبی بیٹی کی تعظیم کے لئے

حضرت ثابت ہی انصاف سے فرماویں کہ اُنھوں نے آج تک کسی کو دیکھا یا سنا ہی کہ کسی کے
قبرستان جا کر کسی نے کہا ہو کہ میری تعظیم کو اُٹھو جبکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سی
بیٹی اور ایسے باپ سے کہے جو نبی اور ہر لحاظ سے اُن سے افضل ہو۔ یہ مانا کہ جناب سیدہ سلام
اللہ علیہا اس رتبہ کی تھیں کہ آن حضرت اُنکی تعظیم فرماتے تھے۔ لیکن معاملہ کی کوئی صورت
ہو تو جناب سیدہ کا یہ کام ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ آن حضرت سے کہیں کہ میری تعظیم کو
اُٹھو۔ جناب سیدہ کمسن بھی نہیں تھیں کہ بچوں کی طرح لاڈ میں اس طرح فرماتیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ پر اسی مرثیہ میں ایک بند کے ساتھ یہ ٹیپ ہے ؎

پوچھو یہ تم مزاج تو شہا بخیر ہے　　لونڈی کہے کہ حال جدائی سے غیر ہے

ایک جگہ تو اپنے آپ کو لونڈی کہا جاتا ہے اور دوسری جگہ اُسی کے قریب اپنی تعظیم
کرایا ہی جاتی ہے۔ کلام کا مربوط ہونا بھی ایک خوبی ہے۔ یہ ملاحظہ ہو کہ کلام مربوط کی
ایسی خوب مثال ہو۔

حیات دبیر صفحہ ۲۰۹ جناب سیدہ مکان سے روضہ مطہر آن حضرت پر جا رہی ہیں یہاں
کا ذیل کا بند ملاحظہ ہو ؎

ستر کے لوگ فضہ نے ہٹ چلکر ہٹا دئیے　　ہمسائیوں نے عورتوں کے پردے گرا دئیے

مخاطب کرنے اسکے لیے تم۔ سبحان اللہ خاندان رسالت کی کیا فصیح اور مہذب گفتگو ہے
کے مصرع اول میں معروضہ کا نکلنا نہ طرز ادا بھی قابل دید ہے ۔

مضمون میر انیس کے یہاں ملاحظہ ہو۔

سے فرمانے لگے سبط پیمبر | تم ٹھہرو یہیں میں ابھی آتا ہوں برادر
علمدار نے تب قدموں پہ گر کر | اُسکا بھی تو ہے ساتھ غلام لیے شہ صفدر

کس طرح جلو میں یہ ہوا خواہ نہ ہوئے
حضرت کا غلام آپ کے ہمراہ نہ ہوئے

کی کیسی پوری تصویر اور کیسی پیاری طرز ادا عزت و وقار کا پہلو لیے ہوئے ہے ۔

حیات دبیر صفحہ ۴۵۴ جناب حضرت علی اصغر کو تیر کھانے اور وفات پانے کا یہاں ذکر ہے

میں تھا تیر کھانے ہی بچہ بلک گیا | سوکھے گلے میں خون بھرا دم اٹک گیا
ہوش کے ہاتھوں پہ قامت سرک گیا | ٹوپی گری زمیں پہ منکا ڈھلک گیا

نے آج تک کسی کو قامت سرکنا بولتے ہوئے نہیں سنا۔ کیا حضرت ثابت کے نزدیک
کلام سادہ اور مزہ دار اور بامحاورہ ہے ۔

حیات دبیر صفحہ ۵۵۵

کے پدر سے لپٹ گئے | سینے سے ہاتھ پاؤں لرز کر سمٹ گئے
شہ کے ہونٹ ملے اور گذر گئے | ایک بوسہ مسکرا کے لیا اور مر گئے

حیرت ہے کہ حضرت ثابت باوجود شاعر اور تعلیم یافتہ ہونے کے صحیح المذاق ہونے سے
دور ہیں یا مرزا دبیر مرحوم کے جوش طرفداری نے انکو اپنی قوت امتیازیہ کے کام میں
سے روک دیا ہے ۔

چھ مہینے کا بچہ جو دم توڑ رہا ہو اُس سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ مسکرا کر باپ کا بوسہ لیگا ۔
خلاف قیاس یہ مضمون ہے۔ کوئی ذی ہوش اسکو قبول نہیں کر سکتا۔ جناب
علی اصغر نبی ہونے والے تھے نہ امام اُنسے کسی خرق عادت کی امید نہیں ہو سکتی
انسان تھے اور انسان کی اور بچوں میں ہرگز کوئی فرق نہ تھا۔ ...

عمر میں معصوم ہوتا ہے۔ عام طریقۂ بشری یہ ہے کہ حالت نزع میں کسی عمر شخص صاحب عقل کے بھی ہوش بجا نہیں رہتے۔ چہ جائے کہ چھ مہینے کے بچے کے جسکو عالم طفلی میں بھی کسی بات کی سمجھ نہیں ہوتی اور ہر صحیح النسب سید اولاد جناب امام علیہ السلام ہے لیکن ہمیں کسی میں کوئی کرامت نہیں دیکھتا۔

میر انیس مرحوم نے جس طرح اس واقعہ کو باندھا ہے اب وہ ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں

وہ چاند سا رخ زرد ہوا درد کے مارے بس مٹھیاں باندھے ہوئے دنیا سے سدھارے

حقیقت میں روح کی مفارقت کے وقت مرگ ناگہانی میں اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔

چونکہ میرا یہ مضمون حیات دبیر پر ایک قسم کا ریویو ہے اسلیئے اسکے متعلق جو امر میرے خیال میں قابل اظہار ہو اسکا اظہار میرے فرائض سے باہر نہ ہوگا اسلیئے عرض ہے کہ اس کتاب میں ایک یہ بھی نقص ہے کہ حضرت ثابت نے اسمیں بعض جگہ بعید از متانت زبان اختیار کی ہے جو مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں میں بری نظر سے دیکھی جاتی ہے مثلاً۔

حیات دبیر کے صفحہ ۱۹۱ پر وہ لکھتے ہیں "جب وہ (مرزا دبیر) دقیق کلام کہتے ہیں بڑے بڑے عالم گھنٹوں سوچا کرتے ہیں اور ایسے ویسے کچ پیندیہ تو کچھ سمجھتے ہی نہیں" کچ پیندیہ جیسے رکیک لفظ کا مرزا صاحب سے مقدس شخص کی سوانح عمری میں استعمال کرنا نہایت معیوب ہے۔ مرزا صاحب کی روح کو بڑی فرحت ہوئی ہوگی۔ ناگوار بیجا طرفداری مرزا صاحب کی ایک یہ بھی مثال ہے۔ دوسرے یہ بڑا نقص ہے کہ دعوی بلا دلیل ہے۔ حضرت ثابت کو لازم تھا کہ اسی جگہ جہاں ذکر ہے کلام دقیق کی مثال دیکر یہ بتلا دیتے کہ یہ کلام دقیق ہے جسکو "ایسے ویسے کچ پیندیہ نہیں سمجھتے" یہ کہدینا کہ دونوں (سلیس دقیق) طرح کے کلام کے نمونہ ہم نے جلد اول اور بالخصوص جلد دوم میں کثرت سے پیش کر دئے ہیں بالکل ناکافی ہے۔ اول تو تلاش کرنا دشوار دوسرے یہ معلوم کرنا کہ حضرت ثابت کے نزدیک کون کلام دقیق ہے۔ بلا کسی کلام کے بطور دقیق نامزد کیے قریب قریب ناممکن ہے اسلئے یہ نہایت ضروری تھا کہ یہیں کلام دقیق دکھایا جاتا تاکہ یہ بھی معلوم ہو سکتا کہ حضرت ثابت جس کلام کو دقیق بتلاتے ہیں وہ در اصل دقیق ہے یا نہیں

[...] بے بنیاد دعوی تو ہر شخص بہ آسانی کرسکتا ہے۔

اب مین برادر مرحوم ہی کا ایسا کلام بھی پیش کرتا ہون جسکو حضرت ثابت لقبیہ

[...] بلیغ نہین سمجھ سکین گے۔ وہو ہذا۔

بے ربط سمجھ صورت خط توام | صفحہ ہستی عالم کا جدا ہو جانا
ہیئت اشیا رہے بہ انداز فنا | درد کو چاہئے پہلو مین دوا ہو جانا
[...] باشندہ و بیدار بمثال حباب | تھا مجھے آنکھ کے کھلتے ہی فنا ہو جانا

تھا جو در پردہ بیان زخمہ زن تار نفس
اسکو ہر پردہ مین تھا پردہ سرا ہو جانا

[...] مین اپنے اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہون لیکن مین نے اوپر یہ عرض کیا تھا کہ [...] قدرتی شاعری کے مسئلہ پر بحث کرونگا لہذا قبل اختتام مضمون وہ اور لکھتا ہون۔ [...] قدرتی شاعر وہ ہے جسکو قدرت نے شاعر بنایا ہو۔ اور اسکی تین خصوصیات ہین [...] اسکا ظریف ہونا۔ دوسرے اسکا ہر قسم کے کلام کی تصنیف پر قدرت رکھنا۔ اور [...] ہر واقعہ کو اس نظر سے دیکھنا اور نظم کرنا جس طرح وہ فطرتاً ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مثلاً [...] آفتاب کا صبح کو طلوع ہونا اور شام کو غروب ہونا۔ اگر اسکو اس واقعہ کو نظم کرنا ہوگا [...] اسی طرح نظم کریگا جس طرح یہ وقوع مین آتا ہے۔ اسکے خلاف ہرگز نہین جیسے [...] دبیر مرحوم نے خلاف فطرت فرما دیا ہے ع ایک بوسہ مسکرا کے لیا اور مر گئے [...] دنیا مین چھ مہینے کے بچہ سے تا الیف [illegible] ایسا فعل وقوع مین نہین آیا۔

[...] کی مثال یہ ہے۔

[...] بستر سے اٹھے وہ خدا شناس | ایک آہ کی لب پہ تبسم کیا [illegible]
[...] نے بھی ستون کے سہارے [illegible] | [illegible]

رنگین عبائین دوش پہ کرتین [illegible]
مشک و ہوا عطر مین کپڑے بسے ہوئے

[...] یہ واقعہ کی پوری تصویر بالکل اسی طرح ہے جو وقوع مین آسکتے ہین۔

جناب امام حسین [illegible] فتح سے قریب آپہنچا [illegible]
خدا کرو۔ اُنکو فریضہ سحری کو ادا کرو۔ اُٹھا رہے ہیں اُس موقع کا یہ بند ہے۔

دوسرے یہ امر مسلمہ ہے کہ جناب باری عز اسمہ کی سرکار میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے جسکو وہ شاعر بنانا چاہے اُسکو شعر گوئی کے لیے کسی چیز کی کمی نہیں ہو سکتی مثلاً مرزا غالب مرثیہ نہ کہہ سکے یا مرزا دبیر مرزا غالب کے شعر کی تضمین نہ کر سکے۔ یہ قدرتی شاعر کی ہرگز شان نہیں ہے۔ قدرتی شاعر کا معیار جو میرے ذہن میں ہے اُس لحاظ سے میرے علم میں ہندوستان میں چار قدرتی شاعر ہوے ہیں۔ امیر خسرو۔ شیخ علی حزین۔ سید انشا۔ اور سید بیان یزدانی۔ اول الذکر دونوں شعرا کو میں نے نہیں دیکھا اُنکے حالات سنے اور پڑھے ہیں اسلیے اُنکی نسبت کوئی چشم دید واقعہ نہیں بیان کر سکتا۔ اسقدر جانتا ہوں کہ امیر خسرو نے کسی موقع پر اظہار عجز نہیں کیا۔ راستہ میں ایک چوسقائی نے درخواست کی کہ کچھ میری نسبت کہہ دیجیے جس سے میرا نام باقی رہے۔ فوراً وہیں کھڑے کھڑے رباعی ذیل کہہ دی جو نہایت اعلیٰ مناسب حال ہے۔ رباعی

اوروں کی چوپہری باجے چوکی اُٹھ پہری پا	باہر کا کوئی آ سکے نا ہیں ایتن سارے شہری پا
صاحب صورت نہ کر آگے راکھی جسمیں پا میں قفل	اوروں کی جہاں سینگ سماوے تجھ کو یہاں مکوڑ

شیخ علی حزین کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے ملازم رمضانی سے نظم میں باتیں کیا کرتے تھے۔
سید انشا کا یہ حال تھا کہ جہاں جیسا موقع ہوتا تھا فوراً نہایت برجستہ اور مناسب حال شعر کہدیتے تھے اسکی بہت سی مثالیں مولانا آزاد کی آب حیات میں موجود ہیں۔ غرض انمیں سے کبھی کسی نے اظہار عجز نہیں کیا۔ اور نہ کبھی مثل دوسرے شعرا کے طبیعت کی غیر حاضری کا عذر سننے میں آیا۔

سید محمد مرتضی بیان یزدانی میرٹھی کو البتہ میں نے اچھی طرح سے دیکھا ہے۔ چونکہ وہ میرے حقیقی بھائی تھے اور مجھے اُنکے ساتھ رہنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ اُن کی حالت کا مجھے پورا علم ہے حقیقت میں وہ قدرتی شاعر تھے۔ اُنکو کبھی کسی صنعت

طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

شاید لوگوں کا یہ خیال ہو کہ یہ اشعار جنکی سید بیان نے تضمین کی ہے اُس پایہ کے نہیں ہیں جس پایہ کا مرزا غالب کا وہ شعر ہے جسکی تضمین سے مرزا دبیر نے عجز ظاہر کیا ہے تو اُسکے جواب میں میں برادر مرحوم کے اُن اشعار کا نمونہ پیش کروں گا جو مولانا روم کی مثنوی کے طرز میں اُنکی مثنوی کے ہیں۔ تضمین کی کامیابی بھی یہی ہے کہ جس شعر کی تضمین کی جائے یعنی اُس پر جو مصرع لگائے جائیں وہ اُسی طرز اور رنگ کے ہوں جیسا شعر ہے ۔ اور یہی کسی کے طرز میں لکھنے میں ہے۔ اسی لئے مولانا روم کی طرز اختیار کرنا ایسا ہی ہے جیسا اُن کے کلام کی تضمین کرنا اس لئے اس طرز سے تضمین کا مقصود حاصل ہے ۔ اور مولانا روم کی مثنوی ایسی فصیح ہے کہ آج تک اُنکا رنگ کوئی شاعر نہیں اختیار کر سکا ہے مختصر یہ ہے کہ بجا طور پر اسکی نسبت یہ کہتے ہیں کہ ع ہست قرآن در زبان پہلوی ۔ تو اس مثنوی کے طرز کا کامیابی کے ساتھ نباہ لے جانا غالب کے شعر کی تضمین سے بدرجہا افضل ہے وہ اشعار یہ ہیں ۔

کے فتادی آدمی در زرق و دلق　　گر مرا خود طلب کردی ز خلق

گر سہا باید بجز افسردگان　　در طریق عشق رہ گم کردگان

پردہ بردار نگاہ پنہانی بجو

بیارہ از بیچارہ یزدانی بجو

تیسرے ظرافت ۔ فارسی شاعروں میں اس وصف کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ پسندیدہ قدرت ہے ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے خدا دوست رکھتا ہے اُس شخص کو کہ جو آدمیوں سے خوش طبعی کرے بشرطیکہ فحش زبان پر جاری نہ ہو۔ غرض قدرتی شاعر اس سے مستثنا نہیں ہو سکتا ۔ آنجہانی مرحوم کی مذکورالصدر رباعی ہی اُن کے ظریف ہونے کا کافی ثبوت ہے ۔ اور ہم یہاں اشارۃً حیات دبیر میں مخزن الغرائب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ کبھی کبھی بستر چلتے ہوئے

آدمی سے دل لگی کرتے تھے اگر وہ چپ ہو گیا تو خیر ورنہ وہ گالیاں دیتے ہیں تو یہ ہنس رہے ہیں" یہ عین ظرافت ہے۔ برادر مرحوم نے اپنے اخبار طوطی ہند میں ایک حصہ ہی بہر ظرافت کے نام سے مخصوص کر دیا تھا۔ وہ کبھی ظرافت سے باز نہ آتے تھے اگر انکو ذرا سا بھی موقع اُسکے کام میں لانے کا مل جاتا تھا اُنکی یہ مختصر پہیلی مشتری کی ظرافت سے بھری ہوئی ملاحظہ ہو۔ پہیلی

ہستشتری سر پہ پھنسٹ میں انگلی

البتہ علی حزین کی نسبت میرے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس سے ان کی ظرافت ظاہر ہوتی ہو۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ظریف نہ ہوں۔ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو اُن کے اس مصرع سے ع رمضانی مگساں می آیند کیسی ظرافت آتی ہے۔

حیات دبیر کے صفحہ ۵۰ پر حضرت ثابت لکھتے ہیں کہ "جناب دبیر جب طبیعت حاضر ہوتی تھی نہ کہتے تھے اور جب حضور قلب ہوتا تھا کہتے تھے"۔
مجھے تعجب ہے کہ حضرت ثابت نے اس قصور کو امر قابل تحسین کے طور پر لکھا ہے حالانکہ یہ نقص نہایت صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ مرزا صاحب مرحوم "فطری شاعر" نہ تھے۔

اب میں حضرت بیان فطری شاعر کا یہاں ایک واقعہ لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ فطری شاعر کی طبیعت کیسی ہر وقت حاضر رہتی ہے۔ ایک روز برادر مرحوم سے میر محمد میں کنور کانتا پرشاد نجم۔ ڈپٹی کلکٹر جب وہ تبادلہ پر دوسری جگہ جا رہے تھے ملنے آئے اور انکے ہمراہ وہ صاحب بھی تھے جو انکی جگہ آئے تھے۔ برادر مرحوم کے سامنے دونوں صاحب ساتھ پہنچے۔ اُس وقت برادر مرحوم کو یہ دقت پیش آئی کہ اگر حضرت نجم کے جانے کا افسوس کرتے ہیں تو اُنکے ہمراہی کو ناپسند ہوگا کہ ہمارے آنے سے یہ بیزار ہیں۔ اسپر برادر مرحوم نے فوراً ایک شعر تصنیف کرکے پڑھا جسکو سنکر دونوں بے حد محظوظ ہوئے وہ یہ شعر ہے۔

عید رمضان آمد ماہ رمضان رفت   صد شکر کہ این آمد و صد حیف کہ آن

خلاصہ یہ ہے کہ میرے خیال میں قدرتی شاعر وہ ہے جسکی طبیعت شعر یعنی
نظم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی اور پابند اصول قدرت ہو جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ
اصناف سخن پر قادر ہو اور ہر واقعہ کو اس طرح نظم کرے کہ خلاف فطرت نہ
ہو خلاف موقع نہو تو ظرافت کا پہلو لئے ہوئے ہو — مرزا صاحب مرحوم میں ا
باتون کی کمی تھی اس لئے افسوس ہے کہ میں انکو نہ قدرتی شاعر کہہ سکتا ہو
نہ خدائے سخن — البتہ میر انیس مرحوم اس صنف مرثیہ گوئی کے نہایت اعلی
درجے کے شاعر تھے — واقعہ نویسی یعنی مرثیہ گوئی خود مشکل کام ہے اس میں انکا
سادہ مزہ دار اور موافق فطرت ہوتا ہے اور یہی کلام کی اصلی اور پوری خو
اس لئے انکو اس صنف میں مرزا دبیر سے بہتر قرار نہ دینا سخت ناانصافی ہے
اسی طرح غالب — ذوق — ناسخ — آتش — میر — سودا — وغیرہ بھی ار
سخن کے استاد کامل تھے جن میں انکا کلام ہے — ان اصناف میں انکو
بہترین شاعر ماننے میں ہرگز عذر نہیں ہے لیکن بلا اصناف سخن پر وہ ا
طرح قادر نہ تھے — اس لئے مجکو ان کے قدرتی شعراء کے زمرہ میں شمار کر
عذر ہے —

برادر مرحوم کے جملہ اصناف سخن کے نمونے پیش کرکے حضرت ثابت کر
دیتا کہ قدرتی شاعر کو جمیع اصناف سخن پر اس طرح قدرت ہوتی ہے لیکن
افسوس ہے کہ یہ مضمون بہت لمبا ہو جائے گا اور برادر مرحوم کے متعلق
ین ہے کہ ان کے حالات تفصیل سے لکھے جائیں — اس لئے مجبور ہوں
ب باتیں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قدرتی شاعری نبوت نہیں ہے
م ہو گئی ہو — یا کسی شخص کے لئے مخصوص ہو — اور میرا علم بھی کامل نہیں
س لئے ممکن ہے کہ کوئی اور شخص بھی جو میرے علم میں نہیں ہے قدرتی شاعر
س لئے جس میں قدرتی شاعر کے اوصاف مجمع بتائے جائیں گے میں